Registered

L No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۰) مطبوعہ ۶-اکتوبر ۱۹۰۵ء بروز جمعہ جلد (۳۳)

گذشتہ اخبار

لارڈ منٹو صاحب ۳۰ نومبر کو مارسیلیز سے روانہ ہو کر ۱۷ نومبر کو بمبئی میں وارد ہوں گے - **فرانس** میں شکر کی ایک بڑی بجاری کمپنی میں گھاٹا پڑ گیا ہے اس لئے پیرس کے بازار میں شکر کی قلت ہے - **بیرن فیجرویری** سلطنت ہنگری کے پھر وزیر مقرر ہو گئے ہیں ۲۷ **ستمبر** کو ایک امریکن جہاز کے جس میں حربات جنگ تھے غرق ہو جانے کے سبب سے گیارہ امریکن اور چوبیس وہاں کے اصلی باشندے ڈوب گئے **کورٹ فیس** ایکٹ کی ترمیم کا بل بلا کسی اعتراض وہ جلسہ کے پاس ہو گیا **قسطنطنیہ** میں امریکن لوگوں کے گھروں میں بھک گولیوں بھک سے اڑ جانے والی چیزوں کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں اسوجہ سے ٹرکی میں بڑی تشویش پھیلی ہوئی ہے **کناڈا** نے آسٹریلیا کی گورنمنٹ کو دعوت دی ہے کہ ہمارے ساتھ اعلیٰ تر تجارتی تعلق پیدا کرلو - اس امر پر آسٹریلیا کی سرکار غور کر رہی ہے - **ملک معظم** کی خاص خواہش ہے کہ لارڈ کرزن صاحب پرنس اور پرنسس آف ویلز کے خیر مقدم کے لئے ابھی ہندوستان ہی میں قیام رکھیں ◆ **ایک** نیا برٹش کروزر جس کا وزن ۵۰۰ ، ۱۳ ٹن اور رفتار ۲۲½ گرہ گھنٹہ ہے مقام بیزرو پر کامیابی کے ساتھ سمندر میں اتارا گیا - ۲۴ **ستمبر** کیپ ٹاؤن میں ایک بڑا بھاری ہوائی طوفان آیا جس سے سات آدمی ہلاک ہو گئے اور بہتوں کو سخت ضربیں آئیں - مسبری جہاز شکستہ ہو گیا اور سینکڑوں بے خانمان ہو گئے ◆

نیو اورلینز واقعہ امریکہ میں سے زرد بخار اب کم ہو رہا ہے کیونکہ مچھروں کے ہلاک کرنے میں بڑی کوشش ہو رہی ہے ۳۰ **ستمبر** کی خبر ہے کہ پٹنہ میں ایک ہفتہ کے درمیان پچاس وارداتیں ہیضہ کی ہوئیں جنمیں سے اٹھائیس موتیں واقع ہوئیں - **لارڈ کرزن** صاحب شملہ سے دمنی کو جو وہاں سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے دس اکتوبر کو شکار کھیلنے کے لئے جائینگے اور ۹ نومبر کو بمبئی میں پرنس اور پرنسس آف ویلز کا استقبال کر کے آگرہ کو جائینگے اور پھر ۱۷ نومبر بمبئی واپس چلے جائینگے - میجر پونٹر صاحب اے - ڈی - سی لارڈ صاحب کے ہمراہ انگلینڈ کو تشریف لیجائینگے اور غالباً مسٹر تھنسن پرائیویٹ سیکرٹری اور میجر کنب سرجن بھی ہمراہ جائینگے - اور خواص بھی ان کے ہمراہ ہوں گے ◆ **انگلو جاپانی** معاہدہ کی میعاد کل دس برس ہے - اگر نویں برس کے آخر میں کوئی فریق اس عہدنامہ سے تجاوز نہ کریگا تو میعاد کے اختتام تک اسپر عملدرآمد ضروری ہوگا ◆ **جاپانیوں** کے آئندہ بجٹ سے ہند - جنوبی امریکہ - اور آسٹریلیا میں تجارتی ایجنٹ رکھنے کا انتظام ہوگا - ۲۶ **ستمبر** کو لارڈ منٹو صاحب نے اپنے ویسرائے ہند مقرر کئے جانیکی شکرگذاری میں ملک معظم کے دست مبارک کو بوسہ دیا - ۲۷ **ستمبر** کی خبر ہے کہ منیلا میں ایک سخت طوفان برپا ہوا جس سے دس آدمی ہلاک اور پانسو مجروح اور ہزاروں بے خانمان ہوگئے کل نقصان کا اندازہ دس لاکھ پونڈ ہے - **شہنشاہ ہنگری** نے فوجی محکمہ میں کسی قسم کی اصلاح کرنے سے انکار کیا ہے - اسپر وہاں کے تمام فریق نے شہنشاہ کے خلاف اتحاد کر لیا ہے اور اس اتحاد کے سرگروہ لوگوں نے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ شہنشاہ رعایا کے معاملات کو پائمال کرنا چاہتا ہے - **کہا جاتا ہے** کہ پورٹسموتھ کانفرنس کے سکرٹریوں میں سے ایک سکرٹری جنکا نام ایم - کوروسٹوون ہے روس کی طرف سے ٹوکیو میں وزیر مقرر ہوں گے **نیروبی** واقعہ مشرقی افریقہ کی طرف سے فرقہ نندی کے خلاف ایک عظیم مہم روانہ ہو رہی ہے - یہ فرقہ بہت تکلیف دینے لگا ہے - **مسٹر تنگ** جو معاملات تبت میں چین کی طرف سے سفیر ہیں اور جنکی طبیعت دو تین ماہ سے علیل ہے اپنی سرکار سے بیماری کی رخصت حاصل کر کے چین کو واپس جانے والے ہیں - ۳۰ ستمبر کو کلکتہ سے روانہ ہوگئے - **سرکار نے** ۲۳ لاکھ تولہ چاندی دار الضرب کے لئے خریدی ہے **پنجاب مشن نیوز** کہتا ہے کہ ہز ایل ہائینس کی خدمت میں کسی مذہبی فریق کی طرف سے ایڈریس دیئے نہیں جائینگے - ایڈریسوں کی تعداد محدود ہوگی - **رنگون** میں گداگروں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے کیونکہ ایک سو پچاس گداگروں پر مقدمہ دائر ہوا جنپر سخت جرمانہ اور قید کا فتویٰ لگایا گیا - بہتوں نے فوراً جرمانہ ادا کر دیا **ہفتہ مختتمہ** ۱۶ ستمبر کلکتہ میں پلیگ سے ۱۷ - ہیضہ سے ۳۷ - بخار سے ۱۵۱ - دیگر امراض سے ۲۷۹ موتیں وارد ہوئیں شرح ۲۲٫۶ فی ہزار - **کرنل** ڈنلپ سمتھ صاحب لارڈ منٹو کے پرائیویٹ سکرٹری مقرر ہوئے ہیں اور انکے ہمراہ ہند کو آرہے ہیں - **جرمن** ایسٹ افریقہ میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی ہے اس بلوے میں ۳۵۰ باغی قتل ہوئے - **باکو** میں تاتاریوں اور آرمینیوں کے درمیان صلح ہو گئی ہے - **کنیڈا** نے جاپانی سرکار سے درخواست کی ہے کہ کنیڈا ۱۹۰۵ء کے انگلو جاپانی معاہدے کا ایک فریق بنجاوے اور یوں اشیاء تجارت میں وہ کم درجہ کا نرخ حاصل کرے جو موجودہ حالت میں امریکن تجارت کو حاصل ہے ◆

ایڈیٹوریل نوٹس

پاسٹرون کے فرائض۔ مسیحی کلیسیا کی کیا کل مذاہب کی مذہبی جماعتوں کی بھی یہی حالت ہو کہ اس دینی جماعت کی ترقی و تنزلی۔ بہبودی و بربادی۔ اور اس جماعت کے شرکا کا دوزخی یا بہشتی ہونا اس جماعت کے امام یا ہادی یا مسیحی اصطلاح میں پاسٹر کے اس سلوک اور تعلیم اور انتظام اور نمونہ پر منحصر ہے جو وہ اپنی اپنی جماعت میں کرتا اور دکھلاتا ہے۔ یہہ باتیں ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ اور جب یہہ چاروں باتیں عمدہ اصول اور نیت اور عمل پر مبنی ہوتی ہیں تو اس جماعت کی ترقی و بہبودی اور سربلندی اور کامیابی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہتا۔ ورنہ نتیجہ برعکس ہوتا ہے۔ خصوصاً مسیحی جماعت کے پاسٹرون کو ان چاروں باتوں کو بخوبی مدنظر رکھنا اور انپر عمل کرنا چاہئے یہہ امور تجربہ سے بخوبی ثابت ہوگئے ہیں۔ لیکن بعض کلیسیاؤں میں عمل اس اصول۔ نیت اور طریقہ سے ہوتا ہے کہ انہیں روحانی اور جسمانی کسی قسم کی ترقی کی توقع نہیں کیجاسکتی۔ ان نامناسب اور ناجائز طریقوں سے جماعت کے ممبران اپنے پاسٹروں سے کشیدہ خاطر اور بدگمان ہوجاتے ہیں۔ نہ انکا اسپر اعتماد اور نہ اس کا انپر بھروسہ ہوتا ہے اگر ایسی حالت رہی تو وہ ریوالیول جسکی دنیا بھر کی مسیحی جماعتوں میں بڑی گرمجوشی سے دعائیں ہو رہی توقع کیجاتی ہے کسطرح ظہور میں آیگا؟ جب نفرتے اور عناد کی روح کلیسیا اور پاسٹر کے اندر ساری ہو تو کسطرح اتحاد اور محبت کی روح انمیں جاری ہو سکتی ہے کوئی پاسٹر یا کسی کلیسیا کا ممبر یہہ خیال کرے کہ مجھ میں نفرتے اور عناد کی روح نہیں ہے بلکہ ہمیں ہے بعض بعض کلیسیاؤں کے بعض ادنیٰ عدالتی محکموں میں ناجائز اور بدترین رقابت کی کاروائیاں ہوتی ہیں جنسے نہ صرف ان کلیسیاؤں کے ممبران ہی پر بلکہ دیگر غیر مسیحی لواحقین اور متعلقین اور غیر مسیحی پبلک پر بہت برا اثر پیدا ہوتا ہے۔ وہ کلیسیا ئیں نہ صرف دیگر کلیسیاؤں کی بلکہ عوام الناس کی انگشتائی کا مرجع بن جاتی ہیں۔ اور یوں ان سے خداوند کے نام کی تکفیر ہوتی ہے۔ ہم اسوقت کسی خاص کلیسیا کی طرف اشارہ نہیں کرتے مگر صرف انتباہ کے طور پر انکو ہوشیار کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں یہہ صلاح و مشورت دیتے ہیں کہ مہربانی سے پاسبانی خطوط کو بڑے غور اور فکر سے مطالعہ کریں۔ خدا سے دعا مانگیں۔ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو خوب پہچانیں۔ اپنی کمزوریوں سے واقف ہوں۔ اور ان تمام ہدایات کو بے رو رعایت خدا کے خوف سے عمل میں لادیں؛

مس مارٹین ٹامسن صاحبہ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریزی اخبار یون رقمطراز ہے کہ مس ٹامسن صاحبہ مدت تک ایک سرگرم اور کامیاب کارکن رہی ہیں۔ اور بلاتنخواہ تمام میتھوڈسٹ کلیسیا ر اور ریلوے مشنوں کے متعلق کام کرتی رہی۔ انکی نسبت کہا جاتا ہے کہ ۳۴ سال کا عرصہ گذرا کہ جب وہ مسیحی گلہ میں شامل ہوئیں تھیں تو انہوں نے اپنا تمام زیور بند کرکے ڈاکٹر برنارڈ کے پاس بھیجدیا تھا تاکہ فروخت کرکے اپنے کام میں صرف کریں۔ انکی تمام مخصوص زندگی میں پاکیزگی کا نور چمکتا رہا۔ وہ بائبل کی بڑی مطالعہ کرنے والی تھیں۔ اور اپنی عام تقاریر میں براہ راست عوام سے اپیل کیا کرتی تھی جسکا اس کے سامعین کے دل پر بڑا بھاری اثر ہوا کرتا تھا۔ اُس کے ذریعہ سے لوگ اکثر مسیحی ہوا کرتے اور اسکی مشن کی ایک خاص صورت یہہ تھی کہ جو لوگ مسیح پر ایمان لائے وہ ہمیشہ قائم رہے۔ مسیح کی یہہ سرگرم کارندی نہ صرف ہندوستانی مسیحی بیبیوں ہی کے لئے بلکہ مسیحی مرد کارندوں کے لئے بھی ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اس شریف لیڈی نے عین پولس رسول کے نمونہ پر عمل کیا۔ کاشکہ ہمارے ہندوستانی مسیحیوں میں سے بھی ایسے اولوالعزم مناد اور کارندے نکلیں جو مسیح کی بادشاہت کے پھیلانے اور ہندوستانی کلیسیا کے سلف سپورٹ ہونیمیں رونق دار ذریعہ اور چمکنے والے ستارے بنیں؛

مسلمانوں کو مژدہ۔ اُن مسلمانوں کو جو خیال کرتے اور یقین کرتے ہیں کہ روپیہ پر سود لینا قرآن کے مطابق ناجائز ہے یہہ مژدہ دیا جاتا ہے کہ مسلمان مسیح قادیان کو انکی خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ روپیہ پر سود لینا جائز ہوگیا۔ قادیان کا ایک آریہ اخبار شبھ چنتک اس الہام کا یوں ذکر کرتا ہے۔ "اسمیں شک نہیں کہ یہہ فتوے مسلمانوں کے حق میں عموماً اور مرزا صاحب کے حق میں خصوصاً مفید ہے۔ بنکوں کے سود کے متعلق شیخ نور احمد صاحب جالندہری کے سوال پر آپ نے فرمایا۔ ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ (یعنی سود) اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ پس سود اپنے نفس کے لئے۔ بیوی۔ بچوں۔ احباب رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لئے حرام ہے۔ لیکن اگر یہہ روپیہ خالصتہً اشاعت دین کے لئے خرچ ہو تو ہرج نہیں ہے۔ ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہوگیا ہے اور پھر اسپر دوسری مصیبت یہہ ہے کہ لوگ زکواۃ بھی نہیں دیتے (الحکم مطبوعہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء)"؛

اِس جواز کی غرض اعلیٰ اسلام کو مضبوط کرنے کی ہے جس سے یہہ قرار نکلتا ہے کہ اسلام اب بہت کمزور ہے۔ اسکی قیام اور مضبوطی کا اعلیٰ ذریعہ دولت ہے نہ کہ خدا کا کلام۔ ان کے پاس خدا کی مدد نہیں ہے اس لئے وہ انسان کی مدد کے طلبگار ہیں؛

مگر مسیحی مذہب کا استحکام نہ لشکر سے اور نہ توانائی ہے بلکہ میری روح سے ہے خداوند رب الافواج فرماتا ہے؛

مسیح کی صلیب

- مسیح کی صلیب ہر زمانہ کے اہل مذاہب اور دیگر علماء کے لئے ایک سخت ٹھوکر کا باعث اور حیرت افزا شے اور تمسخر ابھ رہی ہے۔ تمام دنیا کے مذاہب میں اس مسیح کی اور اُسکی صلیب کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی مسیح اور اُسکی صلیب اور اس کے نتایج فی نفسہٖ یکتا اور عجیب ہیں۔ کسی مذہب کے کسی اصول پر ایسا مضحکہ دنیا میں نہیں اُڑایا گیا اور نہ ہی کوئی اصول ایسی نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا جیسا کہ مسیح اور اسکی صلیب اور اُس کے نتایج یہودیوں کے لئے ٹھوکر کھلانے والا پتھر اور یونانیوں کے لئے بیوقوفی ہے۔ لیکن اُن کے لئے جو بلائے گئے ہیں کیا یہودی کیا یونانی مسیح اور اسکی صلیب خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے" بعینہٖ یہہ آیت آج کل کی پشت پر صادق آتی ہے "محمدیوں کے لئے ٹھوکر کھلانے والا پتھر اور ہندوؤں کے لئے بیوقوفی ہے۔ لیکن اُن کے لئے جو بلائے گئے ہیں کیا محمدی کیا ہندو خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے"۔

مسیح کی صلیب ہر زمانہ میں مسیحیت کی ایک بڑی علامت اور اُس پیغام کا جو مسیحیت دنیا کو دے رہی ہے مرکزی سچائی اور اصول ہے۔ یہہ تمام دنیا کے مسیحیوں کے ایمان کی ایک عالمگیر علامت ہے۔ اُسکا مرجع مسیح کی کفارہ والی قربانی ہے۔ دراصل یہی مذہب کا اعلیٰ ترین اور اول جلال اور جان اسی میں ہے۔ اسی امر میں یہی دین تمام ادیان پر فوقیت رکھتا ہے۔ مگر یہہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ صلیب کے معنی کیا ہیں؟ سو مطلب محض وہ لکڑی نہیں ہے جسپر مسیح مصلوب ہوا تھا۔ اُسکو علامت کے طور پر سونے یا چاندی یا لکڑی کی بنا کے پہننا اور اُسکی عبادت کرنا جائز اور مفید نہیں ہے۔ مگر یہہ بڑے پُر مغز اور باریک اور ضروری معنی رکھتی ہے۔

یہہ امر تو غالباً سب لوگ تسلیم کرینگے کہ گناہ دنیا میں اور ہماری زندگی میں جاری اور ساری ہے۔ اور وہ یہہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہر گناہ کا موجب سزا ایزدی ہے اور کہ وہ حق تعالیٰ خواہ اسجہان میں خواہ اُسجہان میں انصاف تو ضرور کریگا۔ اور حق تو یوں ہے کہ ہر ایک گناہ دراصل سزا ہے۔ ہر زمانہ میں اس امر کی شکایت رہی ہے کہ اشرار اُسی وقت بلا سزا رہتے ہیں جب انصاف میں رُو رعایت یا مقدمہ کی بابت نا واقفی رہتی ہے۔ ہر ایک شخص جو گناہ کرتا ہے اخلاقاً بالضرور یہہ سزا ملجاتی ہے کہ وہ اخلاقی طور پر اپنے مدارج سے گر جاتا اور اُسکا نیک چال چلن برباد اور ذلیل ہو جاتا اور بدنامی اور ندامت لاحق ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں گناہ کی اور بھی نتیجے ہیں جو بالضرور اس گناہ کے دنبالہ گیر ہوتے ہیں۔ ہر ایک عاصی کو کسی نہ کسی طرح سے سزا ضرور ملجاتی ہے خواہ وہ یا دیگر اشخاص اس کو محسوس کریں یا نہ کریں جس طرح سے قوانین حفظ صحت کے انحراف سے امراض یا موت ضرور نتیجہ ہوتی ہے اسی طرح سے اخلاقی قوانین سے تجاوز کرنا ہر ایک گنہگار کیلئے خرابی اور بربادی لاتا ہے۔ اور جوں جوں انسان گناہ کرتا جاتا ہے توں توں وہ خرابی اور بربادی جو اُس کے نتایج ہوتے ہیں اُسکے انبار کے انبار لگتے چلے جاتے ہیں۔

تسپر بھی ہمارا تجربہ اور مشاہدہ اس امر کا شاہد ہے کہ بعض اوقات گنہگار کے گناہ کا نتیجہ خود گنہگار ہی پر نہیں پڑتا بلکہ بیگناہ ہو نیز یہہ بھی عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ گناہ کا نتیجہ نہ صرف گنہگار ہی پر پڑتا ہے بلکہ اُس کے رشتہ داروں اور دوست آشناؤں اور دیگر لواحقین پر بھی پڑتا ہے۔ مرد کے گناہ کا اثر بیوی بچوں پر پڑتا ہے والدین کا اثر نہ صرف اُنکے اپنے ہی بچوں پر پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات کئی کئی پشتوں تک اسکا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ہمارے کل روپیہ کا اثر نہ صرف اپنے ہی اوپر پڑتا ہے بلکہ دُور دُور تک جاتا ہے۔ ہمارے گناہوں کی ٹھیک ایسی ہی مثال ہے کہ جسطرح کوئی شخص تالاب میں پتھر پھینکتا ہے تو نہ صرف اُسی مقام کا پانی جنبش کھاتا ہے جہاں پر کہ پتھر جا کر پڑتا ہے بلکہ اُس کے اثر سے پانی میں لہریں پیدا ہو جاتی ہیں اور پتھر کی ضرب دور دور تک پہنچتی ہے۔ الغرض کوئی شخص ایسا نہیں جو گناہ کرتا ہو اور اسکا اثر بنی آدم پر نہ جاتا ہو۔

لیکن ساتھ ہی اس کے ہمیشہ سے برائی اور گناہ کے برخلاف تحریک اور کوششیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اور یہہ تحریک نہ صرف ایک ہی قوم میں بلکہ دنیا کی عنقریب ہر قوم میں رہی ہے۔ مصلحین نے اس امر میں سعی بلیغ کی اور ہر طرح کی مصائب اور تکالیف سہیں اور مِنتیں برداشت کیں۔ لوگ ہمیشہ اُنکو ستاتے اور رد کرتے رہے۔ اور اگرچہ اُنکی حین حیات میں اُنکا اثر بہت کم رہا مگر بعد کی پشتوں نے اُنکی بڑی قدردانی کی اور اُنکی نصیحتوں اور اصلاحوں کو بسر و چشم قبول کیا اور اُنکی محنتوں کی داد دی بلکہ بعد ازاں اُنکو دیوتا اور ولی سمجھ کر پرستش بھی کرنے لگے۔ اُنہوں نے اُن لوگوں کے گناہوں کے بُرے نتایج برداشت کئے جنکو بچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اُنکی تکالیف اور دکھ رائیگان نہیں گئے کیونکہ اس سے دنیا وحشت اور ناشایستگی سے علیحدہ اور بلند و بالا اور رہا کی گئی۔ اور تمام ناواجب اور بُرے تعصبات سے پاک ہو کر ایک اعلیٰ مقصد کے لئے تیار اور مستعد کی گئی اُنکی تمام تکالیف عوضانہ تھیں یعنی بُروں کے عوض بھلوں نے اور گنہگاروں کے عوض معصوموں نے دکھ سہے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو اونچے سے اونچے آدمیوں کی کوششوں اور محنتوں کے نتیجہ سے مستفید نہوتا ہو۔ ہم سب کے سب اُن بیشمار آدمیوں کی محنتوں اور قربانیوں کا ثمرہ حاصل نکیا ہو جنہوں نے گذشتہ زمانہ میں اپنی انسانی جسم کی قربانگاہ پر اپنے آپکو قربان کر دیا۔

اُن تمام شہیدان و ہادیان سلف کے درمیان جو دنیا کی تاریخ میں شہرۂ آفاق ہیں اور جنہوں نے گناہ کا مقابلہ کرنے اور دنیا کو اعلیٰ ترین معراج پر پہنچا دینے کے لئے جد و جہد کی یسوع مسیح سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ یہہ ایک لاثانی اور لازوال نمونہ ہی اس کے برابر پاکیزہ اور نیک ذات اور جان نثار اور فیاض دنیا میں کوئی جان کبھی مبعوث نہیں ہوئی۔ وہ بنی آدم سے حد درجہ کا محبت اور ہمدردی کرنیوالا اور اعلیٰ ترین چال چلن کا زندہ آئیڈیل ہے۔ وہ دنیا میں نیکی کرتا پھرا اُسکی تھوڑی سی زندگی انسان کی بہبودی اور حیات ابدی کی تھیلیا میں گذری۔ اس کا کام انسان کا خدا سے میل کرا دینا تھا ایسے فیاض اور محبّ بنی آدم کا مصائب اور موت کے بغیر اس جہان سے روانہ ہو جانا ممکن نہ تھا۔ وہ کبھی بھیڑ کی مانند

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

تذکرۂ حکمائے یونان

دستور کے مطابق دوسرے دن ہی سقراط کو زہر کا پیالہ پلایا جانا تھا کہ ایسا اتفاق ہو گیا کہ فتوے دیئے جانے کے دن سے ایک دن پہلے ہی اتھینیوں کا مقدس جہاز اپولو دیوتا کی سالیانہ عید منانے کے لئے ڈیلس میں جانے کو تیار اور آراستہ ہو چکا تھا۔ اور چونکہ اس جہاز کے ڈیلس سے آ پہنچنے میں آ جانیکے درمیانی عرصہ میں کسی کو قتل کرنا ناپاک تصور کیا جاتا تھا اس لئے سقراط پابہ زنجیر قید خانہ میں مقید کیا گیا۔ یہہ کل عرصہ تیس۳۰ دن کا تھا۔ اس اثنار میں اس کے رشتہ دار اور دوست اُسکی ملاقات اور اُس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے روز آیا کرتے تھے (فائیڈون ۵۹ د)۔ کریتون نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر اُس کو بھاگ جانیکی ترغیب دینی شروع کی اور یہہ ارادہ کر لیا کہ تا کہ راز طشت از بام نہو جاوے میں جیلخانہ کے داروغہ کو رشوت دیدونگا (کریتون ۴۵ باب)۔ مگر سقراط جیسا راست اور قانون کا پابند شخص بھلا اس دھبے کو اپنے نام پر کب گوارا کر سکتا تھا؟ اُس نے فوراً اس فعل بد کے ارتکاب سے کریتون کو جواب دیدیا اور اُس کے ساتھ وہ فلسفانہ گفتگو کی جسکو سقراط کی وفات کے بعد افلاطون نے مکالمہ کی صورت پر تصنیف کر کے کریتون کے نام سے نامزد کیا۔ اُس کے ایام قید اپنے دوستون کے ساتھ خلاقی اوران مضامین پر گفتگو کرنے میں گذرتے رہے جو انسان سے علاقہ رکھتے ہیں جنکا تجربہ وہ اپنی زندگی میں خاطر خواہ کر چکا تھا۔ اُن گفتگوؤں میں سے آخری دن کی وہ گفتگو ہے جو اُس نے سمیس۔ کیبس اور فائیڈون سے انسانی روح کی غیر فانیت پر کی جسکو افلاطون نے ایک مکالمہ کی صورت میں قلمبند کیا اور فائیڈون کے نام سے موسوم کیا۔ اگرچہ اُس مکالمہ کا بڑا مضمون اور تعلیمات افلاطونی ہے۔ مگر سقراط کی حالت اور اُسکی ذہنی جولانی اور شجاعت اور موت کے وقت بیمثال بشاشت اور اطمینان کی وہی بینظیر تصویر نظر آتی ہے جو اُس کے فتوے اور عقیدے کے ایام سے پہلے تھی۔ "جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکا تو کریتون نے کہا خیر۔ اے سقراط! لیکن کیا تو نے انکو یا مجھے اپنے بچوں کی یا کسی اور بات کی بابت کچھ حکم کرنا ہے تا کہ ہم تیری خاطر نہایت خوشی کے ساتھ کریں؟ اُس نے کہا۔ کوئی نئی بات نہیں مگر وہی جو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ تم اپنی ہی خبرداری کر کے میری اور میری باتوں کی اور خود اپنی بابت بڑی خوشی کے ساتھ عمل کرو گے اگرچہ اسوقت تم انکا وعدہ نہیں کرتے۔ لیکن اگر تم اپنی ہی بابت بے فکر ہو جاؤ اور نہ چاہو اُس نقش قدم پر چلو جسکا ذکر میں ابھی کر چکا ہوں یا پہلے بھی اکثر سن چکے ہو تو خواہ تم اس وقت کتنے ہی بڑے بڑے وعدے کرو تو تمنے گویا کچھ بھی نہ کیا"۔ (فائیڈون ۱۱۵ ب و ج)۔ کریتون نے کہا ہم حتی الوسع سب کچھ کرینگے مگر یہہ بتلا کہ ہم تجھکو دفن کس طرح کریں؟ اس پر اس نے بڑی سنجیدگی اور خندہ پیشانی سے کہا "اے شریف کریتون! نہ صرف درست طور پر نہ بولنا ہی فی نفسہ عیب ہے بلکہ وہ روحوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ مگر اطمینان رکھنا اور یہہ کہنا لازم ہے کہ ہم تیرے جسم کو دفن کرتے ہیں۔ اور جیسا تم مناسب سمجھو اُسی طرح مجھے دفن کر دینا کیونکہ وہ سقراط جو تجھسے باتیں کر رہا ہے وہ نہوگا جسے تم دفن کرو گے"۔ یہہ باتیں کہکر وہ ایک کمرے میں نہانے کے لئے چلا گیا اور کریتون اُس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا"...... اور جب وہ غسل کر چکا تو اُس کے بچے اُس کے سامنے پیش کئے گئے...... اور اُس کے خاندان کی عورتیں اُس کے پاس آئیں۔ اُن کے ساتھ اُس نے کریتوں کے روبرو کلام کیا اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اُس نے آخری احکام انہیں دیئے۔ اُس نے مستورات اور بچوں کو تو حکم دیا کہ اب چلے جاؤ مگر خود وہ اُن دوستوں کے پاس گیا جو وہاں دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور یہہ شام کا وقت تھا۔ اپنے دوستوں کے پاس آکر بیٹھ گیا"۔ اور گیارھوں کا خادم آیا اور اُس کے سامنے کھڑے ہو کر اُس نے کہا اے سقراط! میں تجھکو بالضرور ویسا نہ پاؤنگا جیسا اوروں کو پاتا ہوں کیونکہ جب میں حکام کیطرف سے بھیجا جاکر انہیں کہتا ہوں کہ زہر پیلو تو وہ ناراض ہوتے اور مجھ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ مگر تجھکو میں نے اس وقت اُن سبھوں سے جو یہاں آ چکے ہیں نہایت ہی شریف نژاد اور حلیم الطبع اور عمدہ ترین پایا ہے اور اب بھی مجھے یقین ہے کہ تو مجھسے ناراض نہوگا بلکہ اُن سے جنھوں نے مجھے بھیجا ہے کیونکہ تو الزام لگانیوالوں کو جانتا ہے۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھے کس بات کی خبر دینے آیا ہوں۔ خاطر جمع ہو اور جو کچھ تیرے پیش ہوتا ہے اُس کو با اطمینان لے لینے کی کوشش کر۔ ساتھ ہی اُس کے وہ رو پڑا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ سقراط نے اُسکی طرف نظر کی اور اُسے کہا۔ تو بھی خوش رہ اور ہم اِن باتوں کو عمل میں لاوینگے"۔ تب اُس نے حاضرین کیطرف متوجہ ہو کر کہا یہہ آدمی کیسا خوش اخلاق ہے۔ اور جب سے میں یہاں ہوں وہ ہمیشہ میرے پاس آیا کرتا ہے اور وقتاً فوقتاً میرے ساتھ گفتگو بھی کرتا رہا ہے اور خوش کلام رہا اور اب مجھ پر کیسی درد انگیزی سے روتا ہے تو آ۔ اے کریتوں ہم بھی اُس کا حکم مان لیں۔ اور اگر زہر تیار ہے تو کوئی لے آوے۔ اور اگر تیار نہیں ہے تو وہ اُسے تیار کرے۔ کریتون نے کہا۔ نہیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ آفتاب ابھی پہاڑوں پر ہی ہے اور غروب نہیں ہوا۔ اور میں علاوہ ازین یہہ بھی جانتا ہوں کہ اور لوگ بہت دیر بعد زہر پیتے ہیں۔ اور جبکہ انکو حکم ہو چکتا ہے تو وہ خوب کھاتے پیتے اور اپنے عزیز دوستوں کے ساتھ جو وہاں حاضر ہوتے ہیں خوشی مناتے ہیں۔ بس جلدی مت کرو۔ ابھی وقت ہے۔ سقراط نے کہا۔ اے کریتون! جن کا تو نے ذکر کیا وہ تو ایسی باتیں کرتے ہیں کیونکہ وہ

خیال کرتے ہیں کہ ایسی باتیں کرکے ہم کچھ کما لینگے مگر میں تو ایسی باتوں کو طبعاً عمل میں نہ لاؤنگا۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد زہر پینے سے مجھے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ محض تمسخر یعنی ترستے ہوئے زندہ رہنا اور حرص کرتی جبکہ اندر کچھ نہیں۔ مگر آہ اور میرا کہا مان اور پہلو تہی مت کر۔ کریٹون نے بھی یہہ سنکر اُس نوکر کو جو پاس کھڑا تھا اشارہ کیا۔ اور وہ نوکر باہر چلا گیا اور تھوڑی مدت کے بعد اُس شخص کو ساتھ لے آیا جس نے اُسکو زہر دینا تھا۔ سقراط نے اِس شخص کو دیکھکر کہا۔ اے نیک نہاد! تو تو اِن باتوں کو جانتا ہی مجھے اب کیا کرنا چاہئے؟ اُس نے کہا اور کچھ نہیں مگر اس کو پیکر اِدھر اُدھر ٹہلو تاوقتیکہ تیری ٹانگیں بھاری ہوجاویں اور پھر لیٹ جاؤ اور پھر یہہ اپنا اثر آپ کریگا۔ اور ساتھ ہی اس کے پیالہ سقراط کے ہاتھ میں دیدیا۔ جس نے اُسکو ...... بڑی خوش اسلوبی سے لیکر اور بلا کسی قسم کی لرزش اور رنگ یا چہرے کی طالت کے لیکر اور جیسا کہ اُس کا دستور تھا اُس شخص پر نظر گڑا کر دیکھا اور کہا تو اِس پیالہ کی بابت کیا کہتا ہے کیا میں کسی کے لئے یعنی کسی دیوتا کے لئے، اِس میں سے کچھ گرادوں؟ کیا واجب ہے یا نہیں؟ اُس نے کہا اے سقراط! ہمنے اتنا ہی بنایا ہے جتنا کہ پینے کے لئے کافی سمجھا۔ سقراط نے کہا۔ سمجھ لیا۔ لیکن مجھے دیوتاؤں سے دعا کرلینی ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ میرا سفر جو یہاں سے اُس دنیا تک ہوگا بخیر ہو۔ اب میں یہی دعا کرتا ہوں۔ ایسا ہی ہو۔ ساتھ ہی اِن باتوں کے اُس نے پیالہ اپنے منہ سے لگاکر بڑے اطمینان اور خوش اسلوبی سے پی لیا۔ اور حاضرین میں سے تو اکثر تھے جنہوں نے اپنے آپکو ضبط کرلیا اور نہ روئے مگر فائیڈون اور کریٹون اور اپلوڈورس بہت روئے اور خصوصاً اپلوڈورس تو پھوٹ پھوٹ اور چلا چلا کر رونے لگا جب اوروں نے انکو روتے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے مگر سقراط کے آنکھوں سے آنسو نہ گرے۔ اور اُس نے کہا۔ اے دوستو! یہہ کیا کررہے ہو! اسی واسطے تو میں نے عورتوں کو یہاں سے بھیجدیا تھا تاکہ وہ ایسا نہ کریں۔ کیونکہ میں نے یہہ سنا بھی ہے کہ خاموشی میں مرنا چاہئے۔ پس خاموش ہوجاؤ اور ضبط کرو"۔ پس وہ سب خاموش ہوگئے" اور وہ ٹہلنے لگا اور جب اُس نے کہا کہ میری ٹانگیں بھاری ہوگئی ہیں تو وہ بستر پر لیٹ گیا کیونکہ اُس شخص نے اُسکو ایسا ہی حکم دیا تھا۔ اور وہ شخص جس نے اُسکو زہر پلایا تھا اپنے ہاتھ سے اُسکی ٹانگوں اور پیروں کو دمبدم آزمانے لگا۔ اور پھر اُس نے اُس کے پاؤں کو زور سے دباکر پوچھا کیا کچھ حِس معلوم ہوتی ہے؟ مگر سقراط نے کہا کہ کچھ نہیں۔ اور اُس کے بعد پھر وہ اُسکی ٹانگوں کو اور اسی طرح اوپر کے حصوں کو آزماتا رہا اور ...... بتلاتا رہا کہ وہ سرد ہوا اور اکڑ گیا ہے۔ اور سقراط نے خود اپنے جسم پر ہاتھ لگایا اور کہا کہ جب اِس کا اثر دل تک پہنچ جائیگا تو میں مرجاؤں گا۔ جب وہ پیڈو تک سرد ہوگیا تو اُس نے اپنے چہرے پر سے کپڑا اتار کر (کیونکہ اس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا) آخری الفاظ کہے اے کریٹون! ہمنے اسکلیپس کا ایک مرغا دینا ہے۔ اُسکو دیدینا اور بھولنا مت۔ کریٹون نے کہا۔ دیدونگا۔ لیکن کیا کچھ اور بھی کہنا ہے؟ اُس نے اُس کے اِس سوال کا جواب نہ دیا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک حرکت ہوئی اور اُس شخص نے کپڑا اُس کے چہرے پر سے اُتار دیا۔ اور اُسکی آنکھیں ٹکٹکی بندھ گئی۔ کریٹون نے یہہ دیکھکر اُس کا منہ اور آنکھیں بند کردیں ...... اِس طرح سے اُس شخص کا انجام ہوا جو اپنے عصر میں ..... نہایت شریف اور دانا اور راستباز تھا"۔ (فائیڈون ۱۱۵ اب سے آخر کتاب تک)۔

محمدی صاحبان جواب عطا فرماویں قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جسمیں محمد صاحب نے فرمایا ہو کہ میں امت کو نجات دلواؤنگا اور میری معرفت دوزخ سے لوگ خلاصی پاوینگے۔ (سائل عظیم خان)

مرزا صاحب سے جواب عطا ہووے کیا کوئی حکم مرزا صاحب پر آیا ہے کہ اے مرزا تیرے وسیلہ لوگ دوزخ سے رہائی حاصل کریں گے۔ (سائل عظیم خان)

دلچسپ معلومات

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی کل آمدنی یکم اپریل سے ۱۶ ستمبر سنہ۱۹۰۵ء ۲ کروڑ ۸۱ لاکھ ۹۲ ہزار ۴ سو ۱۵ روپیہ تھی۔ سنہ۱۹۰۴ء کی یکم اپریل سے ۱۷ ستمبر تک ۲ کروڑ ۹۰ ہزار ۲ سو ۸ روپیہ تھی۔

دنیا میں جو نہایت ہی قدیم زندہ شے دریافت ہوئی ہے وہ بڑے بڑے درختوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک صدی گذری کہ ایک صاحب نے دو درخت جنکو انگریزی میں پوزری ساع (؟) کہتے ہیں دریافت کئے تھے۔ اُن میں سے ایک تو موضع فارٹنگل واقعہ پرتھ شائر میں ہے اور اُسکی عمر ۲ ہزار ۵ سو سال کی بتائی جاتی ہے۔ دوسرا موضع ہیڈسر واقعہ کمس میں ہے اور اُسکی عمر ۳ ہزار ۲ سو چالیس برسوں کی اندازہ کیجاتی ہے۔ یہہ دونوں درخت ابھی تک سرسبز و شاداب ہیں۔ اِس دوسرے درخت کے تنہ کا محیط ۱۷ فیٹ ہے۔ وسط امریکہ میں ایک بڑا بھاری درخت ہے جس کے تنہ کا محیط ۴۹ فیٹ ہے اور اُسکی عمر ۵ ہزار ایک سو ۵۰ سال سے کم کی بتائی نہیں جاتی۔ میکسیکو میں ایک اور درخت ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ اُسکی عمر ۶ ہزار ۲ سو سال کی ہے اور تنہ کا محیط ۱۱۸ فیٹ ہے۔ اِس حساب سے یہہ درخت مطابق عام حساب کے آدم کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ قرینہ غالب ہے کہ یہہ پیدائش کے تیسرے دن کی پیداوار میں سے ایک ہے اور شاید ابھی اس سے بھی زیادہ عمر کے درخت ظاہر ہو جاویں

تو کچھ تعجب نہیں ؛

کل دنیا کی معدن فحم مجزی میں کل پندرہ لاکھ آدمی کام کررہے ہیں ؛

کہتے ہیں کہ شہروں میں ہر گلی کے ۵۰ فیٹ اوپر کی ہوا سب سے عمدہ ہوتی ہے ؛

چین کا قریب ہر ایک مرد لکھ پڑھ سکتا ہے مگر ۹۰ فیصدی مستورات انپڑھ ہیں۔

فرانس میں اکثر لوگ اپنے کتان کی اور ریشمی کپڑوں پر بجائے نام کے عکسی تصویر اترواتے ہیں۔ یہہ تصویر دھونے سے ہرگز نہیں مٹتی ؛

جزائر برطانیہ کی آبادی ۴ کروڑ ۱۰ لاکھ کی ہے۔ اس سال کی رپورٹ سے جو سنہ ۱۹۰۴ کی اپریل کو ختم ہوا معلوم ہوتا ہے ۴۹۹۳ ۷ آدمیوں پر ٹکس لگا ان میں سے ۷۴۲۵۰ آدمیوں پر ۲۰ سو پونڈ سے کم سالانہ ٹکس لگتا ہے ؛

لنڈن مشنری سوسائیٹی کے متعلق ان کے بورڈنگ سکولوں میں قریب نوے ہزار طلبا تعلیم پاتے ہیں جنمیں سے ½ لڑکیاں ہیں۔ مدرسہ کی فیس گذشتہ سال سات ہزار پونڈ وصول ہوئی اور سنڈے سکولوں میں ۵۶ ہزار طلبا رہیں ؛

یو۔ ایف مشن کے پادری جے۔ اے۔ اشکرافٹ صاحب انڈین سٹینڈرڈ کی ایڈیٹری سے مستعفی ہوگئے ہیں اور انکی بجائے لیونگ کے ڈاکٹر جے۔ اے۔ گراہم صاحب متعین ہوئے ؛

انڈین کرسچن وومن بمبئی کی پندرہویں سالانہ سبھا۔ گذشتہ تین دن تک منعقد ہوتی رہی۔ اس میں بہت سے درس دیئے گئے اور سبھی کام کی رپورٹیں پڑھی گئیں اور آخر میں ایک سوشل گیا انگ ہوئی ؛

مراسلات

نمبر (۸)

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ خاندان میں سے کوئی بچہ دائم المریض شاید لنگڑا ہوجاتا ہے اور باقی بچوں کے ساتھ دوڑ اور کھیل نہیں سکتا ہے یہہ اس بچے کے لئے تنازع کا باعث ہے لیکن اکثر اوز بچوں کے حق میں برکت کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے اُن کو خود انکاری سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔ میں ایک دفعہ ایک ایسے خاندان سے واقف تھا اور اکثر وہاں جایا کرتا تھا اس خاندان کے بہت سے بچوں میں سے ایک لڑکی ایسی تھی جو بالکل چل پھر نہ سکتی تھی۔ وہ گھر کے مختلف حصوں میں یا تو گود میں یا پہیے دار کرسی کے ذریعہ لیجائی جاتی تھی۔ اسکی لاچاری کے باعث دوسرے بچوں کو جس وقت کہ وہ خود غرضی دکھاتے تھے ہمیشہ ملامت کی جاتی تھی۔ انکو اُسکی خدمت کرنے اور ہر ایک عمدہ چیز دینے کیلئے خود انکاری کا سبق ملتا ہے ؛

افریقہ کے چند فرقوں کے درمیان بھائی بندی کی رسم جاری ہے۔ جب دو شخص آپسمیں اس رسم کے پابند ہوتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کی بائیں چھاتی کی رگ کو کھالیتا ہے اور بھیڑ کے بھنے ہوئے دل کو دوسرے کے خون سے تر کر کے کھاتا ہے۔ تب ہر ایک دوسرے کے خون کو اپنے زخم میں ملتا ہے یہہ رسم ظاہر کرتی ہے کہ اب سے آیندہ کو وہ ایک دوسرے کے جز ہیں۔ ہر ایک کی نسبت سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ دوسرے میں بستا ہے اب سے آیندہ کو اگر ان میں سے ایک پر تکلیف آوے تو دوسرا اس کا ہمدرد ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہہ تکلیف میرے ہی اوپر ہے۔ اس طرح پر وہ دوسرے کی خاطر وہی کام کرتا ہے جو ایسی ہی حالت میں اپنے لئے کرتا ؛

اسی طرح پر بھائیوں اور بہنوں کو ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا چاہئے۔ خون کے ملانے کی وحشی رسم سے وہ حقیقی طور پر ایک خون نہیں ہو سکتے ہیں جیسا کہ وہ ایک ہی والدین سے پیدا ہونے کے سبب سے ہیں ؛

(۴) آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو ؛

زندگی کے راست مقصد کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرو۔ بھائی اور بہن ایک دوسرے کی نگاہ کو بخوبی پہچان سکتے ہیں اور اس طرح سے دیکھ سکتے ہیں کہ مخالف فریقین بعض باتوں کی نسبت کیا سمجھتے ہیں اُس جوان لڑکے کے لئے جسکی بہن صاف دل نیک اور محبتی نہ ہو۔ اور اس جوان لڑکی کے لئے بھائی بہادر اور شریف نہ ہو بہت سی باتوں کی نسبت غلط فہمی میں پڑ جانے کا احتمال ہے ؛

نیک چلن بننے میں ایک دوسرے کی مدد کرو ایک مکمل درست کی ہوئی چال اُن بہت سی تاثیروں کا نتیجہ ہے جو مختلف ذریعوں سے نکلتی ہیں۔ خدا اور اسکی روح پاک کی تاثیر مسیحی دوستوں کی تاثیر والدین کی تاثیر اور بھائی اور بہن کی تاثیر ہرگز ضائع نہیں جا سکتی ہے بھائی اور بہن ایک دوسرے کے چال وچلن کے بنانے میں مدد دینے کے بغیر ہرگز ایک ساتھ رہ نہیں سکتے ہیں اس بات کا لحاظ رکھو کہ تمہاری تاثیر نیک ہو ؛ آزمایش کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرو۔ بہت سے بھائیوں نے اپنی نیک بہنوں کی تاثیر کے سبب آزمائشوں اور بُری عادتوں میں پڑ جانے سے اپنے آپکو بچالیا ہے ؛

تعلیم پانے اور مطالع کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو کاروبار اور روپے پیسے کے معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اگر تمہارے بھائی یا بہنیں زندگی کے دور یا روزی کمانیکی جدوجہد میں ناکامیاب رہے ہیں۔ جبکہ تم کامیاب ہوتے جاتے ہو تو اپنی

اقبالمندی میں اُن کو بھی شریک کرو۔ اگر اُنکی مدد کرنا تمہارے اختیار میں ہو تو ہرگز اُنکو تکلیف مت اُٹھانے دو"۔ اگر کسی کے پاس دنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھے اور اپنے تئیں رحم کرنے سے باز رکھے تو کیونکر خدا کی محبت اُسمیں بستی ہے ۔

اس شریعت کی طرف متوجہ ہو جو خدا نے یہودیوں کو دی "اگر تمہارے بیچ تمہارے بھائیوں میں سے تیرے کسی پھاٹک کے اندر تیری اِس سرزمیں پر جسے خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے کوئی مفلس ہووے تو اس سے سخت دلی مت کیجو اور اپنے مفلس بھائی کی طرف سے اپنا ہاتھ مت بند کیجیو بلکہ تو اُسپر اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو اور کسی کام میں جو وہ چاہے بقدر اُسکی احتیاج کے اُسکو ضروری قرض دیجو۔ خبردار کہ تیرے برے دل میں یہہ اندیشہ نگذرے اور تو کہے کہ ساتواں سال چھٹکارے کا سال نزدیک ہے۔ اور تیری آنکھ تیرے مفلس بھائی سے پھر جاویں اور تو اُسے کچھ نہ دیوے اور وہ تجھ پر خداوند سے فریاد کرے اور وہ تیرے لئے گناہ ٹھہرے اُسے تجھکو ضرور دینا ہوگا اور جب تو اُسے دیوے تو چاہئے کہ تیرا دل غمگین نہ ہو کیونکہ اسی سبب سے خداوند تیرا خدا تیرے سارے کاموں میں اور سب معاملوں میں کہ جنھیں تو اپنا ہاتھ ڈالے تجھکو برکت بخشیگا کہ مسکین زمین پر سے کبھی جاتے نہ رہینگے۔ اِس لئے میں یہہ کہہ کے تجھے حکم کرتا ہوں کہ تو اپنے بھائی کے واسطے اور اپنے مسکین کے لئے اور اپنے محتاج کے واسطے جو تیری زمین پہ ہے اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو (استثنا ۱۵ / ۷ سے ۱۱) ۔

جب بھائی اور بہن بڑے ہو کر شادی کر لیتے ہیں تو وہ کم و بیش جدا ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ جبکہ اُنکے گھر ایک دوسرے سے بہت دور دراز ہوتے ہیں تو اُنکو ایک دوسرے کا پتا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اور شاید شاید سالہا سال بغیر آپ کی ملاقات یا خط و کتابت کے گزر جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہونا چاہئے۔ خوشحال ہیں وہ بھائی اور وہ بہنیں جو ایک دوسرے کے پاس بستے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُنکو اپنے پرانے مکان میں ملنے کا موقع ملتا ہے : تاکہ بچپن کے خوشوقت زمانے کو یاد کریں اور اپنے بھائی اور بہن کی محبت کو از سرنو قائم رکھیں اگر یہہ ناممکن ہو تو آپس میں خط و کتابت کبھی جہانتک ممکن ہو لکھتے رہیں اور جب کبھی اُن سے ہو سکتا ہو آپسمیں ملتے رہیں اپنے ساتھ بچوں کو بھی لے جاویں۔ کیونکہ بہنوئیوں کی بڑی خوشی ہے کہ وہ اپنے خالہ زاد بھائی اور بہنوں سے ملیں اور اُنکو اپنے یہاں بلاویں ۔

شاید بعض خاندانوں کے بچوں کے لئے یہہ بات ناممکن ہو کہ وہ ایک دوسرے کو اِس دنیا میں دیکھیں لیکن وہ خوشی کے ساتھ اپنے سامنے دیکھ سکتے ہیں اور اِس امید پر زندگی بسر کر سکتے ہیں کہ موت کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ ملینگے - جہاں پر برادرانہ محبت اور الفت ہمیشہ تک جاری رہیگی ۔

خاندان میں نیک تہذیب

(۱) ہر ایک دروازہ کو آہستگی کے ساتھ بغیر کھٹ کھٹ کرنے کے بند کرو ۔

(۲) گھر میں کبھی پیر مت مارو نہ کود و اور نہ دوڑو۔

(۳) لوگوں کو کبھی کوٹھے پر یا دوسرے کمرے میں مت بلاؤ اگر تم اُن سے بولنا چاہتے ہو خاموشی سے اُسجگہ پر جاؤ جہاں وہ ہیں ۔

(۴) ہمیشہ مہربانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ نوکروں سے بولو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ وہ بھی تمہارے ساتھ اسی طور پر پیش آویں ۔

(۵) اگر باپ یا ماں کی طرف سے تمکو کہا جاتا ہے کہ فلانا کام کرو یا نہ کرو تو اِس کے کرنے یا نہ کرنے کا سبب ہرگز دریافت نہ کرو ۔

(۶) بجائے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے قصوروں کو بتلانے کے اپنے ہی قصوروں کو بیان کرو۔

(۷) گھر میں داخل ہونے سے پیشتر اپنے جوتوں سے مٹی اور کیچڑ کو خوب صاف کرو۔

(۸) ہر ایک کھانیکے وقت پہ ہمیشہ تیار رہو۔

(۹) میلے ہاتھوں یا بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ کبھی میز پر یا کمرے میں نہ بیٹھو۔

(۱۰) کسی گفتگو میں ہارج نہ ہو مگر صبر کے ساتھ اپنی باری کے آنیکا انتظار کرو۔

(۱۱) اپنی نیک تہذیب کو اجنبیوں کے لئے ہی مت رکھو لیکن اندر اور باہر یکساں مہذب رہو۔

(بقیہ صفحہ ۳)

اگر اُسکی زندگی ایسی اتم درجہ کی پاکیزہ اور محبت اور فیض سے پُر اور جان نثاری کی اعلیٰ ترین مثال تھی تو بالضرور اسکی یہہ قربانی ایک نہایت ہی بلند و پُر معنی اور چشمہ فیض تھی۔ دنیا کے کسی شہید اور بہادر کی اولوالعزمی اُسکی اولوالعزمی اور علو ہمتی کے ہمپلہ نہ تھی۔ اسکی یہہ قربانی اُن زمانہ سلف کی قربانیوں کا تکملہ اور اصل تھی۔ اور وہ اُسکی صلیب ہے جس کے زیر سایہ بنی آدم گناہ اور شیطان اور جسم کی خواہشوں سے مقابلہ کرکے اور اُنپر فتح پاکے حیات جاویدانی و بہجت یزدانی کو صلہ میں پاتے اور تا ابد حقتعالیٰ کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔

سائل

ڈیر اڈیٹر صاحب یہہ کمترین کی چند سطریں اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں مندرج فرماکر بندہ کو مشکور فرماویں۔ پوسٹل ڈیپارٹمنٹ میں اب یہہ قانون نافذ ہوا ہے کہ ٹکٹ کے اوپر لکیر وغیرہ نکھینچی جاوے ورنہ ردی سمجھا جائیگا۔

(۱) اب یہہ امر غور طلب ہے کہ یہہ ممانعت کس خیال سے کی گئی ہے۔ کیا اس میں بادشاہ کی کسر شان ہے یا کوئی اور خیال متصور ہے اگر بادشاہ کی کسر شان ہے تو پوسٹل ڈیپارٹمنٹ کیوں خود اُس پر مہر لگاتی ہے (۲) پھر رسیدی ٹکٹ پر یہہ امر بالضرور ہے کہ اُس پر دستخط ہوں ورنہ رسیدی ٹکٹ نہیں سمجھا جاتا چنانچہ مجسٹریٹ کو بھی یہہ قانون پیش نظر رکھنا چاہئے (۳) اگر ٹکٹ پر نام لکھا نہ جائے تو خط کے گم ہونے کا یا تو مار لینے کا بھی خدشہ ہے۔ جواب سے کوئی صاحب مطلع فرمائے تاکہ بندہ کو معلوم ہو۔ جے۔ اے تاپ

دینی جواہر۔

بخوبی روشن ہے کہ سب سے قیمتی چیزیں دنیا میں موتی الماس اور جواہرات ہیں جنکی قیمت سونا چاندی وغیرہ سے گران تر ہے مگر اظہر من الشمس ہے کہ یہہ چیزیں اگرچہ دنیائے فانی میں بیش بہا سمجھی جاتی ہیں پر دینی عالم میں انکی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ وہ فانی اور ناپائیدار اور زوال پذیر ہیں اور صرف چندروزہ زندگی میں ہی کار آمد ہیں اور جب انسان کا کام اِس دنیا میں ختم ہو جاتا ہے تو وہ اُس کا ساتھ چھوڑ دیتی اور بالکل بے سود ٹھہرتی ہے۔ پس ایسی چیزوں کی قدر صرف اس دنیا میں ہے اور بعد اُس کے وہ دنیائے آیندہ تک پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ لہٰذا وہ فانی اور لاحاصل ٹھہرتی ہیں اِس حالت میں یہہ چیزیں چنداں قابل قدر اور بیش قیمت نہیں ٹھہرتیں اگرچہ چندروزہ ایسی مانی جاتی ہیں۔ دینی عالم میں تین نہایت بیش قیمت جواہر ہیں جنکا مختصراً ذکر ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں ؂

۱۔ ایمان۔

سب سے قیمتی چیز دین کے معاملے میں جسپر دینی باتوں کا دار و مدار ہے ایمان ہے۔ اور اُسکی قدر و قیمت نہایت اعلیٰ ہے۔ دنیا کی دولت عزت اور بزرگی سب اُسپر فدا ہیں۔ اور دنیا میں دین کا معاملہ سب سے بڑھکر سمجھا جاتا ہے اور اس میں ایمان ہی اِسکی خاص بنیاد ہے۔ گویا دین کی عمارت کی بنیاد ایمان ہی پر مبنی ہے۔ جس کے بغیر دین کچھ حقیقت ہی نہیں ہے اب سوال لازم آتا ہے کہ ایمان کیا ہے ؟ اس کا جواب صاف اور عام فہم یہہ ہے کہ ایمان اُن باتوں کو مان لینا اور قبول کر لینا ہے جو فی الحقیقت عالم روحانی میں ہستی پذیر ہیں دوسرے لفظوں میں ایمان اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے اور رسول اِسکی تشریح یوں کرتا ہے کہ ایمان امید کی ماہیت ہے عبرانیوں ۱۱۔ اگرچہ ایمان ایک ضروری چیز ہے اور دینیات میں نہایت قیمتی ہے جس کے لئے دنیا کی تواریخ کے پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ بیشمار کشت و خون بھی ہو چکے ہیں پر بہت کمیاب ہے اگر یہہ لوگوں کو جان سے بڑھکر عزیز ہے اور سب اِس کا دم بھرتے نظر آتے ہیں مگر درحقیقت ایماندار بنا مشکل اور دشوار امر ہے۔ ایمان اگر صدق والا ہوتا تو ضرور ٹھیک ہوتا مگر اِس کے برخلاف کاذب ایمان لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے جسکا کوئی فایدہ نہیں اور کثیر التعداد لوگ کاذب ایمان کی پیروی کرتے ہیں۔ مشکل یہہ ہے کہ اس دنیا میں چالاک اور فطرتی لوگوں نے نقلی اور جعلی کتابیں تصنیف کر ڈالی ہیں اور کذب ایمانی پھیلائی ہے اور انہیں سے صرف ایک ہی کتاب کلام الٰہی اور حقیقی ایمان کی بنیاد ہے اور باقی سب جھوٹ اور کذب کی پھیلانے والی ہیں وہ کتاب بائیبل مقدس ہے جو راہ نجات کا کافی و شافی قاعدہ ہے اور خدا کی پاک مرضی کا انکشاف اور اظہار ہے۔ اِس کتاب میں ایمان کی اکثر تعریف ملتی ہے اور نجات کا انحصار ایمان پر مبنی بتایا گیا ہے۔ برعکس اِسکے انسانی بناوٹ والی کتابوں میں ایمان کا ذکر تو ہے مگر نجات کا حصر اعمال پر رکھا گیا ہے جو بالکل ناممکن ہے کلام مقدس میں ایمان کی تعلیم پر زور دیتے ہوئے دو باتوں کا بیان پایا جاتا ہے اول خدا پر ایمان دوئم خداوند یسوع مسیح پر ایمان اور اِس بنا پر روح القدس کا نزول فرمایا گیا ہے اور اِس کے بعد خدا کی رحمت کا دریا بہ نکلتا ہے جسمیں غسل پاکر گنہگار کی نجات ہوتی ہے۔ پس لازم و مناسب ہے کہ تمام دنیا کے باشندے اگر نجات ابدی کے خواہاں ہوں جلد اِس ایمان کے پیرو بن جاویں اور خدا کے فضل کے بے شمار وعدوں کو ایمان سے قبول کر کے برکتوں کے وارث بن جاویں۔ جس کے پاس ایمان کا یہہ جوہر ہے اگر اُس کے پاس دنیا کی دولت فانی ہو یا نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہیں وہ دولتمند ہے کیونکہ وہ آسمانی اور لازوال برکتوں کا وارث ہے ؂

۲۔ امید۔

دوسری چیز جو قابل قدر ہے امید ہے۔ یہہ ایسی چیز ہے جو دین و دنیا ہر دو میں پائی جاتی ہے پر ایک میں چندروزہ اور فانی ہے پر دوسری میں ابدی اور لازوال ہے۔ یہہ بات دیکھی جاتی ہے کہ دنیا کے تمام کام اِس امید کی پیاری اُمنگ میں طے کئے جاتے ہیں اگر یہہ منقطع ہو جاوے تو کوئی کچھ کام نہ کرے۔ امید سے ماں بچے کو پالتی ہے امید سے زمیندار زمین میں محنت کرتا ہے اور دیر تک اس پر بھروسہ کر کے مشقت کھینچتا ہے امید سے مزدور اور ملازم خدمت کے کاموں کو انجام دیتے ہیں جتنے کاموں پر نظر ڈالو انکی تہ میں امید ہی چھپی معلوم ہوتی ہے غرض کہ امید ہی سے دنیا کے تمام کام نکلتے ہیں اور انسان امید ہی سے جیتا ہے۔ اور اپنے تمام کام کاج کرتا ہے مگر دنیاوی امید اور دینی امید میں فرق ہے دنیاوی امیدیں جلد بر آتیں اور ناچیز اور بے قدر ہیں پر دینی امید دیر کے بعد بر آنے والی اور دائمی ہے اور بڑی عجیب اور اعلیٰ ہے۔ امید میں انتظاری ہوتی ہے اور انتظاری

میں بے قراری ہوتی ہے اِس لئے انسان کا دل کمزور اور روحانی عالم کے معاملے میں سُست اور ڈھیلا ہوجاتا ہے پر جس قدر کسی کا ایمان مضبوط اور زورآور ہے اُسی قدر اسکی امید پرزور ہوگی۔ امید گویا ایمان کی بڑی شاخ ہے جو ایک تنے میں ہو جسکی تروتازگی جڑ پر منحصر ہو سکتی ہے۔ بغیر صدق ایمان کے صادق امید ہونا ناممکن ہے اس لئے جو سچا ایمان رکھتا ہے اُسکو بھی امید حاصل ہو سکتی ہے اور وہ قیمتی جواہر ہے جو ایماندار میں ضروری ہے ؛

۳۔ محبت۔

تیسری چیز جو دین کے اعتبار سے قابل توقیر ہے وہ محبت ہے۔ دیگر تمام لیاقتیں اور خوبیاں اگرچہ ضروری اور لازمی ہیں مگر انکا قیام ایک وقت تک کے لئے ہے مگر یہہ جواہر ہمیشہ تک رہنے والا ہے۔ اسکی نسبت لکھا ہے محبت کبھی جاتی نہیں رہتی اگر نبوتیں ہیں تو موقوف ہونگی اگر زبانیں ہیں تو بند ہو جائینگی اگر علم ہے تو لا حاصل ہو جائیگا وغیرہ ۱ قرنتیوں اور پھر کہتا ہے کہ اب تو ایمان امید اور محبت یہہ تینوں موجود ہیں پر ان میں جو بڑھکر ہے سو محبت ہے۔ افرنتیوں محبت کا مضمون تمام انجیل مقدس میں بھرا ہوا ہے گویا انسان کی نجات کا بڑا بھاری کام محبت کی عجیب کشش کے ذریعہ سے انجام پایا ہے اور اِس نے بنی آدم کو دوزخ کے گڑھے سے نکالکر آسمان کے بلند مکانوں تک پہنچایا ہے۔ غرض کہ محبت ایک نہایت اعلیٰ اور ضروری وصف ہے جو ہر ایک فرد بشر میں پایا جانا لازمی ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ خدا محبت ہے اور محبت کرنے کی تعلیم انجیل مقدس میں خاص ہے۔ بلکہ اپنے دشمنوں سے محبت کرنے کا قانون موجود ہے پس دیندار آدمی اور عورت میں محبت کا ہونا ضروری ہے اور یہہ ایک قیمتی جواہر ہے۔ یہہ مندرجہ بالا تین جواہرات ہیں جو دین کے مقابلے میں سب سے افضل اور اعلیٰ مقاصد ہیں اور جس میں یہہ نہ ہوں وہ دین کی برکت سے محروم ہے جس طرح سے زیورات سے خوبصورتی منصور ہے اوسی طرح سے ایماندار کے لئے یہہ جواہر بطور زیبائش روحانی کے ہیں جن کے سبب سے دنیا میں وہ خوبصورت اور نجات یافتہ ظاہر ہوگا۔ اور جسمیں یہہ نہ ہوں وہ نجات سے بے بہرہ ہے۔۔

راقم جے۔ ایس

غزل

یروشلم سے باہر نہ جانا میرے عزیز
جبتک کے روح پاک نہ پانا میرے عزیز
تھوڑے دنوں کے بعد تم پاؤ گے روح قدس
میرے گواہ ہوکے بتانا میرے عزیز
جاتا ہوں میں آسمان کو دیکھو میرے رفیق
اپنے کو رنج میں نہ پھنسانا میرے عزیز
دنیا کی آخرت تلک میں ہوں تمہارے ساتھ
اپنے دلوں سے بھول نہ جانا میرے عزیز۔
سب دیکھتے کھڑے رہے شاگرد مسیح کے
بدلی میں مسیح چھپ گیا رانا میرے عزیز
آپسمیں باتیں کرتے تھے یعقوب اور متی
مشکل ہے کام ہمکو چلانا میرے عزیز
وعدہ کو روح پاک کے کرتے تھے یاد وہ
گھنٹوں یہہ خیال اُن کو ملانا میرے عزیز
خاموش وہان بیٹھے تھے ملت کے لوگ سب
آندھی چلی روح پاک ہوا نا میرے عزیز
برکت سے روح پاک کی شاگرد بھر گئے
کرنے لگے تعریف سہانا میرے عزیز
ہم ہیں گواہ عیسیٰ کے سر کرکے جی اُٹھا
موت اور قبرپہ ملا نشانا میرے عزیز
لاؤ ایمان عیسیٰ پہ ہوگی نجات تب
اس کے بغیر ہے نہ ٹھکانا میرے عزیز
میری دعا قبول ہو عیسیٰ حضور میں۔
خدمت میں شاد کو بھی لگانا میرے عزیز

راقم
جے۔ ایل۔ ڈیوڈ۔ عرف شاد

ایک ٹھیک مذہبی فیصلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو گذشتہ اشاعت)

پس مذہب کا اعلیٰ مقصد خدا کو راضی کرنا ہوا اور مذہب خدا کو راضی کرنے کا ایک وسیلہ یا طریقہ ٹھہرا اور جو کچھ اس مقصد کے برعکس ہے وہ مذہب سے خارج یا مذہب کے اعلیٰ مقصد سے دور ہے۔

یہان پہنچکر دریائے حیرت کا نظارہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ مذاہب کے طریق مختلف ہیں اور ایک بڑا بھاری مرحلہ طے کرنا پڑتا ہے کہ بباعث اِس اختلاف کے دراصل نیکی کیا ہے اور بدی کیا؟ کم سے کم عالمانہ طور پر نیکی اور بدی کی صراحت دشوار ہو تو اتنا معلوم ہونا ضروری ہے کہ نیکی وہی نیکی ہوگی جو خدا کی طرف کے مذہب کے مطابق بعینہ امر و نہی نیکی قرار دی گئی ہو اور جو کچھ اُس کے برخلاف ہوگا وہ بدی اور عین بُرائی ہوگی اور چونکہ ہر ایک اہل مذہب کا دعویٰ ہے کہ اُس کا مذہب جسے اُس نے اختیار کیا ہوا ہے یا باپ دادوں سے پایا ہے خدا کی طرف سے ہے اِس لئے اِس مرحلہ کو آسانی کے ساتھ طے کرنے کی خاطر ہر ایک مذہب کو اُس کے پیروؤں کے لئے ویسا ہی چھوڑتے ہیں جیسا کہ وہ مانتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اِس بارہ میں ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرنا کہ ایک دوسرے کے مذہب یا ہادیوں کو بھلا یا بُرا کہکر باہمی لڑائیوں اور جھگڑوں بلکہ کشت و خون تک کی نوبت کا باعث

ٹھہرین ایک تو تہذیب اور انسانیت کے خلاف ہے دوم تعصب اور جھگڑون اور عربی۔ سنسکرت یا یونانی زبان کے الفاظ پر لفظی بحثوں سے سوا اس کے کہ سامعین اضطراب اور گھبراہٹ میں ڈالے جاوین اور کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اور نہ ٹھیک فیصلہ ایسے تنازعات سے کبھی ہوا ہے۔ اور خاص کر اس مضمون کی بنا ایک اور طرز پہ ہے۔ فرض کرو ناظرین میں سے تم ایک اہل اسلام شخص ہو۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ اُس نے اپنے دین کے فرض۔ واجب۔ سنّت اور حج و زکوٰۃ اور صوم و صلوٰۃ یا جو کچھ از روئے قرآن اُسکو کرنا لازم تھا پورے طور پر ادا کر چکا ہے یا بلاخطار کہ اپنی زندگی کے اِس زمانہ تک کوئی بات عمل میں نہیں لایا جس سے خدا ناراض ہوا ہو۔ یا جیسے کہ آپ سمجھتے ہیں اگر بروز قیامت خدا تعالیٰ تم سے یہہ پوچھتے کہ جنہوں نے محمدی دین کو قبول نہ کیا تھا اُن کا حساب تو میں اُن سے لونگا لیکن تم جو اہل اسلام اپنے آپ کو قرار دیتے تھے کیا تمہارے نیک اعمال زیادہ ہیں یا بد اور کیا کچھ تم نے کیا ہے۔ جو تمہارے حق مذہب کے شایان تھا۔ اِس کا جواب ایک محمدی بزرگ شیخ عطار کے لفظوں میں یوں ہے کہ۔ بیگناہ نہ گذشت برما ساعتے ؛ باحضور دل نہ کردم طاعتے۔ اور پھر شیخ سعدی یوں کہتا ہے کہ۔ کریما ببخشائے برحال ما ؛ کہ ہستم اسیر کمند ہوا۔ نداریم غیر از تو فریاد رس ؛ تو ئی عاصیانرا خطا بخش و بس۔ پس جب ایک آدمی اِسطرح اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے اور اِسی دنیا میں گویا اپنے حساب کی پڑتال آپ کرتا ہے اور گناہوں سے پچھتانے کی نوبت پہنچتی ہے اور الحاح و زاری بجناب باری کرنی لازم آتی ہے تو ایسے موقعہ پر بعض دفعہ چور اور زناکار بھی یہہ دعوے خدا کے حضور پیش کرتے نظر آتے ہیں کہ یا جناب باری صرف پیدا کئے کی لاج رکھیو۔ مگر دلی انصاف کا جواب خدا کی طرف سے یہہ ہے کہ کیا تم نے جو میرے پیدا کئے ہوئے

فلان بندے کا مال چرایا اور اُسکی برسوں کی محنت ایک ہی دن میں مفت اڑالی تو کیا وہ میری مخلوق نہ تھا اگر پیدا کئے کی لاج تیرے لئے ہے جو کہ تو ظالم شخص ہے تو کیا جسکی بیدردانہ اُس کے مال کے لٹ جانے سے میرے حضور پہنچی اُس کا انصاف نہ کروں۔ یا جسکی تو نے عزت تباہ کی اُسکی فریاد کو نہ سنوں۔ کیا میں طرفدار خدا ہوں کہ تیرے خوشامد کے اِن الفاظ میں کہ پیدا کئے کی لاج رکھیو دب جاؤنگا۔ تو انسانوں کو دھوکا دے سکتا ہے مگر مجھ دلوں کے بھید جاننے والے خدا کو خوشامد سے دہوکا دینا محال ہے۔ تو دنیا میں آدمیوں کو عدالت کے وقت جھوٹے گواہ کھڑے کر کے اپنا حیلہ چلا سکتا ہے کہ یتیموں کا مال کھا دے اور بیواؤں کا گھر لوٹ لے مگر خدا کی کھری بارگاہ میں دلوں کے بھید ظاہر اور فاش ہو جائینگے ایسا کہ کوئی عذر باقی نہ رہیگا۔ اِس لئے اے محمدی شخص اگر آپ کا مذہب منجانب اللہ اور حق بھی ہو جیسے کہ آپ کا اعتقاد ہے تو بھی تو نے اپنے مذہب کے پہلے مقصد کو کہ خدا کی رضا ہے پورا نہیں کیا اور جتنا زیادہ آپ اپنے دین کو اِس نظر سے بغور دیکھوگے کہ وہ خدا کا دین ہے اُتنا زیادہ اپنے آپ کو ذمہ دار اور خدا کی درگاہ میں مجرم اور قصوروار پاؤگے۔ کیا یہہ سچ ہے بشرطیکہ تم دین کو لڑکوں کا کھیل سمجھ کر بے پرواہی اور بے اعتنائی کی غفلت میں نہ پڑ جاؤ۔ تم مذہبی غیرت کے باعث بارہا لڑنے بھڑنے کو بڑے جوش کے ساتھ تیار ہو گئے لیکن اپنی نفسانی خواہشوں کو مارنے کے لئے کبھی جنگ نہ کی۔ آہ۔ انسان نے خدا کے اخلاقی احکام کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینکا ہے اور لذات جسمانی کی طرف اپنا رخ کر لیا ہے اور خدا کے چاہنے کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ چن لیا ہے۔ یہانتک۔ کہ جب وہ چوری کرتا ہے تو اِس گناہ سے ہرگز نفرت نہیں کھاتا کیونکہ لالچی طبیعت کے باعث دوسروں کا مال کھانا شیرین معلوم دیتا ہے اور ایسے

ہی دوسروں کی عزت کا اپنی بدمستی میں اُسکو خیال تک نہیں گذرتا۔ مگر اُس حالت میں جب اُسکا اپنا لوٹا جاوے اور کوئی دوسرا اُس کے اہل خانہ کی بےعزتی کرے تب اُسکو چوری مکروہ کام معلوم ہوتا ہے اور زناکاروں کو زندہ در گور یا جلانے کا فتوے دیتا ہے کیونکہ انسان کو گناہ کی مضرت تب ہی محسوس ہوتی ہے جبکہ گناہ کا اثر دوسروں کے افعال سے خود اُسپر پڑتا ہے ؛

اور اب اے ناظرین اگر آپ ہندو ہیں اور یہ دعوے کرتے ہیں کہ سچ بولنا اچھی بات ہے۔ کہو تو کیا تم نے اپنے وید اور شاستروں کے مطابق۔ پن۔ دان جاترا یا جو کچھ تم پر کرنا لازم تھا اپنا فرض پرمیشر کے سامنے اُسکی آگیا کے موافق ادا کر دیا یعنے جہان تک زندگی کے دن گذرے ہیں کیا کمائی کی ہے۔ کیا اسکی کھری درگاہ میں لیکھا کر کے پورے اُترو گے ؟ شاید تم نے گنگا اشنان کیا ہو اور اپنے پاپ جھاڑ ڈالے اور بہت فقیروں کو کھلایا اور اُنکا بھوجن کیا ہو۔ لیکن کیا وہ زیادہ پاکرم تو نے کی عبادت اور غریب لاچاروں پر زیادہ سود لگانے کی خصلت گنگا کے پانی میں ڈبوآئے اور ناپ و ماپ میں کمی و بیشی کرنا ترک کر دیا ہے یا کہ گنگا آشنان کے خرچ کی کمی کو پورا کرنے کے واسطے اور بھی زیادہ ترازو کا جھوکا مارنے لگے یا گز کی ناپ میں آگے تو ایک گرہ کم کرتے تھے اب دو کرنے لگے تا کہ خرچ کا گھاٹا پورا کرو اور اسیطرح زیادہ دکھ دینے والے بن آئے ہو اور آدمیوں کی نسبت کیڑے مکوڑوں پر زیادہ ترس کھانے والے بن گئے ہو۔ سچ بتاؤ اُس درگاہ میں کیا جواب دوگے اور گنگا اشنان اور دان۔ پن اور تیرتھ سے کیا شانتی پائی ہے ؟ جتنا زیادہ اِس بات پر غور کروگے کہ تمہارا دھرم ست ہے اُتنا زیادہ معلوم کروگے کہ تم کیسے مہان پاپی ہو کہ تم نے اِس ست دھرم کے موافق کچھ بھی نیک کمائی نہیں کی ؛ (باقی آیندہ) راقم میر عالم

واقعات و رائیں

ایک خوفناک قتل پچھلے جمعہ کی شب کو برن محلہ لاہور میں ایک خوفناک جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ ایک شریف ہنارو نے چند سادھوؤں کو بھوجن کھلایا۔ اور جب سادھو کھانا کھا چکے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن میں سے ایک گھر میں چھپ گیا۔ اور باقی چلے گئے۔ مالک مکان مکان کا دروازہ اندر سے بند کر کے بمعہ اپنی عورت اور ایک بارہ یا تیرہ سالہ لڑکے کے اوپر کی چھت پر سونے کے لئے چلا گیا۔ جب گھر والے سو گئے تو چھپے ہوئے چور نے نیچے کا دروازہ بآہستگی کھول کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی داخل کر لیا۔ اور مال ڈھونڈنے میں مصروف ہو گئے۔ آدھی رات کے وقت لڑکے کو پیاس جو لگی۔ تو نیچے پانی پینے کے لئے آتا۔ جونہی چوروں نے اُسے دیکھا۔ ظالموں نے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اُس کی والدہ لڑکے کے واپس نہ آنے پر خود نیچے آتری تو بدمعاشون نے اُسے بھی جان سے مار ڈالا۔ مالک مکان آرام سے سو رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد جب اُسکی آنکھ کھلی۔ تو دونوں بستروں کو خالی پایا۔ اور نچلی منزل میں کچھ آدمیوں کو باتیں کرتے سنا اور روشنی دیکھی تب اُس نے بآہستگی گرد و نواح کے مکانات پر سوتے ہوئے ہمسائیوں سے التجا کی۔ کہ مکان کا دروازہ باہر سے بند کر کے پولیس کو اطلاع دے دیویں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ملزم بمعہ لاشوں کے گرفتار کر لئے گئے۔ اِس سے جہاں ایک طرف پنجاب کے صدر مقام میں پولیس کا انتظام ناقابل اطمینان پایا جاتا ہے۔ وہاں یہہ بات اس سے بھی زیادہ دکھ دایک ہے۔ کہ خوش اعتقاد ہندوؤں کو دھوکہ دینے کے لئے ظالم۔ سنگ دل۔ جلاد۔ ڈاکوؤں نے سادھوؤں کے بھروپ میں ایسے گروہ بنائے ہوئے ہیں۔ جو نہ صرف لوگوں کا دھن لوٹتے ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی وقت پڑنے پر آبرو اور جان لینے سے بھی نہیں چوکتے ؛ (از دو آبہ)

دریاے چناب میں طغیانی گذشتہ بارش سے چناب میں سخت طغیانی آگئی ہے۔ پانی رفتہ رفتہ شہر جھنگ کی طرف بڑھتا رہا اور آخر کار شہر کے دروازہ کے باہر جسقدر مکانات تھے سب برباد ہو گئے۔ شہر کے چاروں طرف میلوں تک پانی کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ اس کثرت طغیانی کے سبب بہت سے دیہات بھی برد ہو گئے۔ اور وہ جو سڑک جھنگ سے گھیانہ کو جاتی ہے بالکل برباد ہو گئی ہے جس کی وجہ سے اِن دونوں شہروں کے درمیان آمد و رفت منقطع رہی۔ باشندگان اور خصوصاً وہ جنہیں طوفان سے سخت نقصان پہنچا حیران و پریشان ہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اور میونسپل سیکرٹری لوگون کو تسلی دیتے رہے ؛

ضروری التماس

لودیانہ پریسبیٹری کا جلسہ ۲۴ر کو اور سنیڈ پنجاب کا ۲۶ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو لودیانہ میں منعقد ہوگا۔ اِس لئے اُن بھائیوں کی جو اس موقعہ پر تشریف لانا چاہتے ہیں خدمت میں التماس ہے کہ وہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء سے پیشتر راقم کو مطلع فرماویں کہ (۱) وہ کونسی تاریخ تشریف لاوینگے ؟ (۲) آیا وہ جنرل ٹیبل پر جس کے لئے ۸ر یومیہ مقرر ہے کھاوینگے یا نہیں (۳) آیا وہ کسی خاص قسم کا بندوبست چاہتے ہیں ؟

مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۰۵ء

نیازمند

این۔ پریم داس

پاسبان کلیسیا لودیانہ

رسید زر

مشن سکول لودیانہ۔ پادری ٹریسی۔	۵ع ۱۲ر
مس اے۔ سیوج	ے ۸ر
منشی دیدار سنگھ	ے ۸ر
مس۔ ای۔ مارس	ے ۸ر
مسٹر اے۔ چارج	عگا ۸ر

نئی اور دلچسپ کتابیں

مطبوعہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور

رومتہ الکبری کی آتشزدگی قیصر نیرو کے زمانے کا ایک تاریخی ناول ۶ر- **ورجل کی نظم** اینیڈ کا قصہ جنگ ٹرائے اور یولیسس کے سفر و مصائب کے حالات معہ سوانح عمری ہومر اور یونانیوں کا علم الاصنام قیمت ۴ر- **تاریخ بائیبل** مصنفہ ڈاکٹر بلیکی صاحب کی جن قوموں کا اسمیں ذکر آیا ہے اُن کے تاریخی حالات درج ہیں ۵۰ صفحہ قیمت عہ- **الہام بائیبل** مصنفہ ڈاکٹر پیٹرسن سمتھ اس میں بائیبل کی ماہیت اور حیثیت پر مفصل بحث ہے قیمت ۱۲ر **یسوع مسیح** کی گرفتاری اور موت از ڈاکٹر سالکر صاحب اس میں علاوہ تاریخی حالات و اخلاقی شریعت کے اُن ساتوں مقولوں پر مفصل بحث ہے جو خداوند یسوع کی زبان سے صلیب پر نکلے تھے قیمت ۱۲ر- **الفریڈ اعظم** کی سوانح عمری ۲ر- **سکندر اعظم** کی سوانح عمری ۲ر- **میرے رہنے کا گھر** جسم انسانی کا دلچسپ حال با تصویر قیمت ۲ر- **سورج چاند ستارے** علم ہیئت کا ایک مبسوط رسالہ باتصویر جسمیں اس وقت تک کی دریافتوں کا ذکر ہے ۲ر- **تاریخ یونان** اس میں یونانیوں کی تاریخ فتوحات اور عروج و زوال کے ۱۱ باب درج ہیں- **زندگی مسیح اور اناجیل اربعہ** اس میں مسیحیوں کے ایمان کی بنیاد پڑنے اور اناجیل اربعہ کے حق میں جو معتبر ثبوت ہیں اُنکا ذکر ہے قیمت ۱۲ر **حیات المسیح** یسوع مسیح کی زندگی اُس کے کاموں اور تعلیمات پر بحث ہے- قیمت ۱۲ر **معذرت نامہ سقراط** جس میں حکیم سقراط اور فلسفہ یونان کا مفصل حال درج ہے قیمت ۸ر

درخواستیں اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کے نام آنی چاہئیں

پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکمتانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے- کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر بیمہ نہیں دیتا ہر اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے- جب کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دیگا- درخواست کی جاتی ہو کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس میں شریک کرانا چاہتے ہیں- ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں +

المشتہر

پادری والٹر جے- کلارک منیجنگ ڈائرکٹر
نولکھا لاہور

---

۱ ضرورت ۱

لوئر پرائمری سکول کے لئے ایک سنجیدہ مسیحی اُستاد کی ضرورت ہے- تنخواہ مبلغ ۱۲ دیجائے گی +

درخواستیں بنام پادری- ڈبلیو- وی- کے ٹریز صاحب سی- ایم- ایس علیگڈھ کے پاس آنی چاہئیں +

(پیشتر غلطی سے چھ روپیہ لکھے جاتے تھے-

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۱ر معہ ضمیمہ عگ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ہ ۱ر ۱ر ہر
قیمت ہر حالت میں پیشگی بیجائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	گ	ہر	ے
چوتھائی کالم	ہر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	۱ہ عہ
پورا کالم	عہ	۱ہ عہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ جائیگا +

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ معہ محصول ۸ر عہ
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

۲ ضرورت ۲

اے- پی- مشن ہائی سکول لودیانہ پنجاب میں- اردو- فارسی اور عربی کی تعلیم دینے کے واسطے ایک مولوی کی ضرورت ہے مسیحی کو ترجیح دیجائے گی +

درخواستیں پرنسپل صاحب پادری آر- ڈی ٹریسی کے نام آنی چاہئیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم- وائلی کے اہتمام سے چھپا